www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وعدوں کے نہ صرف خلاف ہے بلکہ ان کے اقتدار کے لیے فالِ بد بھی ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ چڑنے کے بجائے ان سے سبق لینے کی کوشش کریں اور جمہوری ملکوں کی طرح اخبارات اور ان کی آزادی کا احترام کریں۔ ملکی اخبارات کی بے چلینی پورے ملک کو بدنام کر سکتی ہے۔ خاصکر اخبارات کو ممنون کرنے یا دھونس کے ذریعے ان کو دبانے کی کوششیں ملکی اخبارات کو "بے ضمیر" بنانے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ اب حکومتِ پاکستان کا یہ اعلان کہ "یکم اگست کو پورے ملک میں یوم آزادیٔ صحافت سرکاری طور پر منایا جائے گا" بڑا دلچسپ ہے۔ یہ ملحوظ رہے کہ اس سے پہلے خان ولی خان اور میاں طفیل اس کا اعلان کر چکے ہیں لیکن یہ خیال رہے کہ ع ——— نقل را عقل باید

۵

صدر ریمینت اربابِ اقتدار کا اندازِ گفتگو قائدانہ سے زیادہ مخاصمانہ ہوتا ہے۔ خاصکر جب اپنی کسی حماقت کو چھپانے کی ضرورت انہیں محسوس ہوتی ہے تو اس پر پردہ ڈالنے کے لیے اپوزیشن پارٹیوں کا نام لے لے کر ان کو کوسنے اور مورد الزام ٹھہراتے رہتے ہیں ——— سیاسی جماعتوں کے سلسلہ میں انکا یہ کہنا کہ "وہ سماج دشمن ہیں، غدار ہیں، سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں، ملک کو تہس نہس کرنے کے درپے ہیں وغیرہ وغیرہ، حد درجہ غیر محتاط طرزِ گفتگو ہے۔ اگر وہ ایسی ہی ہیں تو ان کے خلاف عدالت میں کیس کرنا چاہیئے۔ ورنہ عوام سے یہ بھی غداری ہوگی۔

متمدن ممالک اور زندہ قوموں میں ہی اختلافات پائے جاتے ہیں مگر وہ دوسروں کو جلی کٹی سنانے کے بجائے قوم کے سامنے اپنے اپنے پروگرام پیش کرتے ہیں۔ عوام کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ دیتے ہیں، اور آزادانہ غور و فکر سے وہ ایک نتیجہ پر پہنچ کر اپنی مرضی کے رہنما کا انتخاب کر لیتے ہیں پھر انتخاب جیت کر مخالف جماعتوں پر لے دے کرکے اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے پیش کردہ پروگرام کے مطابق پروگرام بنا کر چل پڑتے ہیں۔ ان کو کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا پڑتی، نہ موافق نہ مخالف۔

——— اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ صدرِ مملکت ایثار دیہ اور زبان بدلیں۔

۶

تریپولی ریڈیو کے ایک نشریہ میں مصر کے صدر انور السادات سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ لیبیا کے صدر کرنل معمر قذافی کا یہ مطالبہ فوراً مان لیں کہ:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

مصر اور لیبیا کو آپس میں مدغم کر کے ایک مملکت بنا دیا جائے۔ ریڈیو طرابلس نے روزنامہ "البلاغ" کے اداریہ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر انور السادات سے صدر قذافی کی پیشکش کو بلا تاخیر قبول کر لینے کی اپیل کی۔ اداریہ میں کہا گیا تھا کہ لیبیا اسرائیل کے خلاف جنگ میں مصر کا نہایت طاقتور اور با اعتماد حلیف ثابت ہوگا۔ (نوائے وقت ۲۷ر جولائی)

صدر قذافی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انہوں نے نہایت ہی مبارک اور مطلوب امر کے لیے تحریک ڈال دی ہے۔ ہمارا شروع سے ہی یہ نظریہ رہا ہے کہ مسلم کی جغرافیائی، نسلی اور لسانی اکائیاں کم سے کم تر کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ وحدتِ ملت، ہماری سیاست کا بنیادی محور ہے۔ تقسیم کار کی حیثیت سے مختلف وحدتوں میں تقسیم ہونا برا نہیں لیکن جداگانہ مملکتوں کا تصور اسلامی نہیں ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ پورے عالمِ اسلام کو صدر قذافی کی پیشکش کا نہایت سنجیدگی سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات بالکل صاف نظر آتی ہے کہ کرسی اور جاہ و حشمت کے ان بھوکوں کے لیے جنہوں نے اپنی ہوسِ اقتدار کے لیے امتِ مسلمہ کے حصے بخرے کیے ہیں ان کو اپنی ان بے آبرو اور مختصر اکائیوں اور یونٹوں میں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ روز بروز ان کی بے عزتی کی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں ان میں اگر ذرہ بھر بھی حمیت اور غیرت ہو تو ان کو اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ بالشت کی جداگانہ ریاستوں کو ختم کر کے "وحدتِ ملی" کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اس سے ان سب کی بگڑی بن جائے گی (ان شاء اللہ) دنیا بھی سدھر جائے گی اور آخرت بھی۔ ذرا اس نسخۂ کیمیا کو بھی آزما کر دیکھ لیجئے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

(۷)

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر جاوید ہاشمی نے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

"مسٹر بھٹو نے مغربی پاکستان میں چالیس فیصد سے بھی کم ووٹ حاصل کیے تھے.... مگر آپ لوگ شکست خوردگی کا شکار ہو گئے اور ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر عوام کی آواز کو مؤثر طور پر آگے بڑھانے میں ناکام رہے ہیں"

انہوں نے مزید کہا کہ "آپ باقی ماندہ پاکستان کو بچانے کی تگ و دو کر رہے ہیں لیکن خود آپ کی صفوں میں اتحاد نہیں۔ اگر ملک کو بچانا ہے تو قومی رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ سب سے پہلے متحد ہوں" (وفاق ۲ر جولائی)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جناب اکرام اللہ ساجد کیلانی

اسلامی معاشرہ میں مساجد کی اہمیت

فرد اور معاشرہ باہم لازم و ملزوم ہیں، جس طرح فرد معاشرہ سے الگ ہو کر ایک بے حقیقت اکائی کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے، اسی طرح معاشرہ افراد کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا۔ دوسرے لفظوں میں افراد کی مجموعی حیثیت کا نام معاشرہ ہے۔ اس لحاظ سے فرد کی اصلاح معاشرہ کی اصلاح پر منتج ہو گی اور فرد کا بگاڑ پورے معاشرہ کے بگاڑ کا باعث بنے گا۔ اسی لیے اسلام نے فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد فرد پر جو سب سے پہلی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ نماز ہے: تاکہ نماز اس کی جسمانی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کی اصلاح کر سکے۔ ذیل کی حدیث نماز کے اس فائدۂ عظمیٰ کی شاہد ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیتم لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ھل یبقی من درنہ شیئ قالوا لا یبقی من درنہ شیئ قال فذالک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا" (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے سے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جاتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ "نہیں یا رسول اللہ!" اس پر آپؐ نے فرمایا، "بالکل اسی طرح جو آدمی روزانہ پانچ مرتبہ (مسجد میں حاضر ہو کر) نماز ادا کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔" (بخاری و مسلم)

فرد کی اصلاح کے بعد معاشرتی اصلاح کا نمبر آتا ہے چنانچہ جب بہت سے افراد مل کر ایک معاشرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو ان کی اصلاح و تطہیر کے لیے اسلام نے نماز باجماعت کو لازمی قرار دیا ہے[1] جس کے لیے مسجد کا قیام ناگزیر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جب اوّلین معاشرہ تشکیل دیا تو اس کے ساتھ ہی مساجد کی آبادی شروع ہو گئی۔ حضرت آدمؑ کی اولاد نے جب ایک معاشرہ کی شکل اختیار کر لی تو آپ کا سب سے پہلا کام

[1] نماز باجماعت سے معاشرہ کی اصلاح کیونکر ممکن ہے؟ آئندہ سطور میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بیت اللہ کی تعمیر تھا، پھر جب آپ کی اولاد اقطارِ دنیا میں پھیلی تو آپ ہی کے ایک صاحبزادے نے (بیت اللہ کی تعمیر کے چالیس برس بعد[1]) بیت المقدس کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ملّتِ اسلامیہ کے بانی حضرت ابراہیم اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت الی الحق کا بیڑا اٹھایا تو آپؐ نے اپنا مرکز خانہ کعبہ یا مسجد الحرام کو بنایا اور جب کفار کی طرف سے اعلانیہ مخالفت ہوئی تو آپؐ نے بامرِ مجبوری دارِ ارقم کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے اسلام لانے ہی پھر سے خانہ کعبہ اور مسجد الحرام کی دیواریں تکبیر کے نعروں اور توحید کے کلمات سے گونجنے لگیں۔ اور پھر جب کفار کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی اور آپؐ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو وہاں کی فضا کو مسلم معاشرہ کے لیے سازگار سمجھتے ہوئے آپؐ نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ مسجدِ نبوی کی تعمیر تھی۔ اس کے بعد جوں جوں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ہر قبیلہ اور ہر محلہ میں الگ الگ مسجدیں تعمیر ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ عام غربت اور سادگی کی وجہ سے اس دور میں جو عام مساجد تعمیر ہوئیں وہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکیں اور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سوں کا نام و نشان بھی مٹ گیا تاہم تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ اسلام کی روشنی نے جب عرب کے گوشے گوشے کو منور کر دیا تو عرب کا کوئی گاؤں، شہر اور محلہ مساجد سے خالی نہ تھا۔[2]

پھر اسلام نے سرزمینِ عرب سے قدم باہر نکال کر جب اپنے قدومِ میمنت لزوم سے بیرونِ دنیا کو نوازنا شروع کیا تو جہاں جہاں اسلام کی روشنی پہنچی اور مسلم معاشرہ کا قیام عمل میں آیا، مساجد تعمیر ہوتی چلی گئیں۔ جن میں سے بعض آج بھی اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ موجود ہیں۔ موجودہ دور کے غیر مسلم ممالک بھی جہاں کچھ بھی مسلمان موجود ہیں ——— مساجد سے خالی نہیں اور مسلمان ممالک کا تو ذکر ہی کیا، ہر گاؤں، ہر محلہ اور ہر شہر میں مساجد کے شاندار مینار اپنی عظمت و رفعت کی گواہی دیتے نظر آتے ہیں۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق مسلم معاشرہ کے قیام میں مسجد کی اہمیت و ضرورت کی واضح ترجمانی کرتے ہیں علاوہ ازیں یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا وہ معاشرہ جو استحکام، پائیداری اور عظمت و رفعت کی بہترین مثال تھا، مساجد ہی کا مرہونِ منت تھا اور ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ جب

---

[1] مسجد اقصیٰ کی تعمیر خانہ کعبہ کے چالیس سال بعد ہوئی (ابن جریر۔ جلد ۴، ص ۷)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ہر محلہ میں مسجد بناؤ اور انہیں صاف اور خوشبودار رکھو۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تک مساجد پُر رونق رہیں اور مسلم معاشرہ میں ان کی ضرورت وافادیت کو محسوس کیا جاتا رہا۔ اسلام بھی سربلند رہا۔ لیکن جونہی مساجد کی مرکزی حیثیت متزلزل ہوئی اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر دوسری تعلیمات کا دور دورہ ہوا، لوگ مساجد سے دُور ہونے لگے اور معاشرہ میں مساجد کو وہ مقام حاصل نہ رہا جو قرونِ اولیٰ میں تھا تو مسلمان بھی اپنی شان وشوکت کھو کر تنزّل وتسفّل کا شکار ہوتے چلے گئے اور بالآخر اسلام کو غربت سے ہمکنار ہونا پڑا۔ لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل وتعمیر کا تمام تر دار ومدار ہی مساجد پر ہے۔ تاہم اپنے اس دعوے کی صداقت کے لیے ہمارے لیے اس امر پہ روشنی ڈالنا از بس ضروری ہے کہ مسلم معاشرہ کے قیام میں مساجد کیا کردار ادا کرتی ہیں اور معاشرہ میں ان کی دینی، تعلیمی، سماجی اور سیاسی اہمیت کیا ہے؟

① مساجد کی دینی اہمیت

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" ط (الذّٰریٰت: ۵۶) کہ انسان کا مقصدِ تخلیق ہی عبادت ہے اور اسی چیز پر آخرت میں انسان کی کامیابی کا انحصار ہے۔ عبادات کا مظہرِ اوّل نماز ہے اور چونکہ مسجد اصطلاح میں اس جگہ کو کہتے ہیں جو نماز کے لیے وقف کر دی گئی ہو۔ لہٰذا دینی اعتبار سے مسجد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں قرآن و حدیث میں کافی آیات واحادیث مذکور ہیں جن میں یا تو مسجد کی دینی اہمیت بیان کی گئی ہے اور یا نماز باجماعت کے فوائد وثواب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ذیل میں چند ایک نصوص ملاحظہ فرمائیں۔

<u>مسجدوں کی آبادی ایمان کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں ہے</u> :

"إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" (التوبہ: ۱۸)

کہ بیشک اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ـــــ اس آیت میں جہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ مساجد کے آباد کار مومن ہی ہو سکتے ہیں۔ وہاں ان کو یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ یہ ان کے ایمان کی دلیل بھی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے جو اسی آیت کی تفسیر میں وارد ہے:

ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا رأیتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھدوا له بالایمان فان اللہ یقول انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہ جب تم کسی آدمی کے متعلق جانو کہ وہ (خدمت اور عبادت سے) مسجد کی نگہبانی کرتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بیشک مساجد کو ایماندار ہی آباد کرتے ہیں۔

مساجد میں آنے والے اللہ کے مہمان ہیں:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من غدا الی المسجد او راح اعد اللہ نزلہ من الجنة كلما غدا او راح" (بخاری مسلم).

کہ جو شخص صبح یا شام کو مسجد میں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی کا کھانا تیار کرتا ہے۔ جو جنت میں صبح وشام پیش کیا جائے گا۔ (کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور اس میں آنے والے اللہ کے مہمان ہیں)

نورِ کامل کی بشارت: ___ ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بشر المشائين فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة"

کہ ایسے لوگوں کو جو تاریکی میں مسجد کی طرف (نماز پڑھنے کے لیے) جاتے ہیں، نورِ کامل کی بشارت دو جو قیامت کے دن ان کو حاصل ہوگا۔

مسجد کی حاضری رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہے:

بخاری اور مسلم میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ تلے اس دن جگہ دے گا جب کہ عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ ہی نہ ہوگا۔ اور ان سات شخصوں میں سے ایک شخص وہ بھی ہوگا کہ جب مسجد سے نکلتا ہے تو واپسی تک اس کا دھیان مسجد ہی کی طرف لگا رہتا ہے[1]

گناہوں کا کفارہ: ___ ترمذی میں ہے:

"والكفارات المكث فی المساجد بعد الصلوٰة والمشی علی الاقدام الی الجماعات"

کہ مسجدوں میں نماز کے بعد (اگلی نماز کے انتظار یا ذکر الٰہی وغیرہ کے لیے) بیٹھے رہنا اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے پیدل چل کر جانا گناہوں کا کفارہ ہے۔

نیت پوری ہوگی: ___ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

© rasailojaraid.com

[1] الفاظ یہ ہیں .... قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ...... الحدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"من اتی المسجد لشی ءٍ فھو حظہ" — کہ جو شخص مسجد میں جس کام کے لیے آئے گا، وہ اس کا حصہ ہے۔ یعنی اگر ثواب کی نیت سے آئے گا تو ثواب ملے گا اور اگر دنیا کا طمع حاصل کرنے یا شہرت حاصل کرنے اور نمود و نمائش کے حصول کے لیے مسجد میں آئے گا تو اس کی یہ خواہش بھی پوری ہوگی۔ لیکن ظاہر ہے یہ چیز صرف دنیا میں فائدہ دے گی اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد میں دعا قبول ہوگی۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں کسی ایسے معاشرہ کے اعلیٰ و ارفع اور صالح ہونے میں کیسے شبہ کیا جا سکتا ہے جس کے افراد پانچ وقت مسجد میں جمع ہو کر فریضۂ نماز ادا کرتے ہوں؟

(۲) مساجد کی تعلیمی اہمیت

اشاعتِ علم میں مسجد کا کردار:

مسلم معاشرہ کے قیام کے لیے اشاعتِ علم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور بلا شبہ مسلمانوں کی تاریخ میں یہ کردار مساجد نے نہایت بہتر طریقہ سے ادا کیا۔ دورِ نبوی کی پہلی مسجد، مسجدِ نبوی تھی اور یہی مسجد ملّتِ اسلامیہ کا اوّلیں مرکز قرار پائی۔ دیگر گوناگوں خصائص کے علاوہ اس مسجد کو اعلیٰ ترین درس گاہ بلکہ اس دور کی یونیورسٹی ہونے کا فخر بھی حاصل تھا۔ جہاں شب و روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معلّمِ انسانیت سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے خصوصاً اصحابِ صفہ تو مسجد نبوی میں رہ کر اسی کام کے لیے کمربستہ رہتے۔ اسی مسجد میں حلقہ ہائے درس وارشاد بھی قائم ہوتے اور لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے۔ باہر سے جو وفود آتے، مسجدِ نبوی میں بسیرا کرتے تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر رہ کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ دورِ نبوی کے بعد خلافتِ راشدہ کا زمانہ آیا۔ اس دور میں بھی مسجد کو مکتب کی حیثیت حاصل رہی۔ محدثین و فقہاء کے حلقہ ہائے درس یہاں منعقد ہوتے اور تشنگانِ علم دور دراز سے آکر ان علمی سرچشموں سے اپنی پیاس بجھاتے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دورِ اقتدار تک مسجد اسی اہمیت کی حامل رہی۔ اس زمانے میں خلفاء کی [illegible] وابستگی بھی مساجد سے حد درجہ قائم رہی اور وہ ان کی سرپرستی کرتے رہے۔ مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے، جمعہ کے روز منبر کی زینت بنتے اور علمی مسائل حل کر کے لوگوں کو مستفید فرماتے۔ عباسی دور میں مامون و ہارون اس رعب و داب کے خلفاء تھے کہ قیصرِ روم ان کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جاتا تھا، جب نماز کا وقت آتا تو تاج و تخت سے الگ ہو کر مسجد میں آتے اور فرائضِ امامت ادا کرتے۔ الغرض تاریخِ اسلام کے مختلف ادوار میں مساجد کو امتیازی حیثیت حاصل

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رہی اور یہ خانہ خدا ہونے کے علاوہ بہترین درسگاہیں اور یونیورسٹیاں تصور کی جاتی تھیں۔

موجودہ زمانے میں بھی کچھ عرصہ قبل تک مسجد کو مکتب کی حیثیت حاصل رہی لیکن بالآخر لوگوں نے اس دینی مشغلہ کو کاروبار بنالیا۔ چند نفس پرستوں اور ہوس کے بندوں نے مخلص لوگوں کو بھی بدنام کر کے رکھ دیا۔ اور نتیجۃً آج لوگ مساجد میں قائم مدارس کے نام سے بھی دور بھاگنے لگے ہیں۔ لیکن اس میں مسجد کا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ ہماری اپنی ذہنیتوں کا قصور ہے۔ اور اس سے مساجد کی تعلیمی اہمیت و حیثیت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ خلوص نیتی سے اگر کام کیا جائے تو آج بھی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو سکتی ہے اور ان علمی سرچشموں سے اپنی پیاس بجھا کر اپنی عظمتِ رفتہ کو سنبھال کیا جا سکتا ہے۔

(۳) مسجد کی سماجی و اقتصادی اہمیت

ایک کامیاب معاشرہ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے افراد ایک دوسرے کے ہمدرد و غمگسار ہوں۔ ایک کا دکھ سب کا دکھ اور ایک کی خوشی سب کی خوشی ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر جسم کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچے تو پورا جسم اس کی وجہ سے بے چین و بے قرار رہتا ہے۔"

علاوہ ازیں قرآن مجید نے بھی قریبیوں، پڑوسیوں اور اہلِ محلہ وغیرہ سے حسن سلوک کا حکم اکثر مقامات پہ دیا ہے۔ لیکن اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اہلِ محلہ ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں اور معاشرہ میں یہ کردار بھی جس خوبی اور جس شاندار طریقے سے مسجد ادا کرتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ایک محلہ یا ایک گاؤں کے مسلمان دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر ہر جمعہ کے روز بڑے پیمانہ پر ایک اجتماع عام ہوتا ہے۔ جس کے باعث لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب ہونے اور ایک دوسرے کے حالات جاننے کا موقع ملتا ہے اور بالآخر یہ چیز ایک دوسرے کی ہمدردی، ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنے اور باہمی مسائل کے حل کے لیے ممد و معاون ثابت ہوتی ہے اور اس طرح معاشرہ تدریج و ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ دورِ نبوی اور اس کے بعد خلافتِ راشدہ کے ادوار میں مسلمان صرف نماز کے لیے ہی مساجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے تمام اجتماعی مسائل کے حل کے لیے صلاح و مشورے اور فیصلے وغیرہ بھی مساجد ہی میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہوتے تھے۔

آج ہم مسلمان مساجد سے دور رہنے کی بنا پر اپنے اہل محلہ، قریبیوں اور ہمسایوں سے بھی کٹ کر رہ گئے ہیں اور ہمدردی وغیرہ کے جذبات سے یکسر عاری ہو چکے ہیں۔ ہمسایہ کی خیر خیریت پوچھنا، بیماری میں اس کی تیمار داری کرنا۔ اس کے دکھ سکھ میں شریک ہونا اور مصیبت میں اس کے کام آنا تو کجا اکثر لوگوں کو اپنے ہمسایہ کے نام اور کام کے متعلق بھی خبر نہیں ہوتی۔ بلکہ لاتعلقی اور بے حسی تو اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ رات کو پڑوس میں کسی شخص کے ہاں چوری ہو جاتی ہے۔ یا کوئی قتل ہو جاتا ہے اور قریبی مکانات والے کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی اور اگر وہ حالات سے آگاہ ہو بھی جائے تو بھی اتنی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ ہمدردی و تشفی کے چند بول ہی کہہ دے —— مساجد میں روزانہ پانچ مرتبہ جمع ہو کر نماز پڑھنے والے افرادِ معاشرہ ان بدترین مثالوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

چند دیگر فوائد:

ناانصافی ہوگی اگر ہم مسجد کی سماجی اہمیت کے ضمن میں ان فوائد کثیرہ کا ذکر نہ کریں جو ایک معاشرے کو مسجد کے قیام سے صرف حاصل ہی نہیں ہوتے بلکہ ان کے بغیر ایک صحیح معاشرہ پروان ہی نہیں چڑھ سکتا اور ترویج و ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے میں ناکام رہ جاتا ہے۔

پابندیٔ وقت:

وقت کی پابندی کسی قوم کی بیداری اور معاشرہ کی خوشحالی کی ضامن ہے۔ اس کے برعکس سہل انگار اور اضاعتِ وقت کے مرتکب ہونے والے افراد ایک بہتر معاشرہ کی تعمیر میں ناکام رہتے ہیں جس سے پوری قوم بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ایسی قوم کے افراد عموماً افلاس، بیماری، کمزوری اور فقر و فاقہ کے شکار ہوتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایسی قومیں آزادی کی حفاظت کرنا تو درکنار زندہ رہنے کا حق بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ اور سربلندی اور آزادی کی نعمتیں صرف ایسی قوموں کے حصہ میں آتی ہیں جن کے افراد چاق و چوبند، مستعد، وقت کی قدر کرنے والے اور ہر کام میں باقاعدگی کو اپنا شعار بنانے والے ہوتے ہیں۔ مسجد ہمیں دیگر فوائد سے مستفید کرنے کے علاوہ پابندیٔ وقت کا درس بھی دیتی ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ اوقاتِ مقررہ پر اذان دے کر لوگوں کو مسجد میں بلایا جاتا ہے کہ تمام لوگ وقتِ مقررہ پر حاضر ہو کر فریضۂ نماز باجماعت ادا کریں اور اس نماز باجماعت کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اگر مجھے عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہو تو میں اپنی جگہ کسی اور کو امام مقرر کر کے ان لوگوں کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں جو اذان سننے کے باوجود مسجد میں نہیں آئے" (احمد)

(بخاری اور مسلم میں بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن اس میں "عورتوں اور بچوں" کا ذکر نہیں)

یہ فرمان اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کے ہاتھوں کسی دشمن کو بھی کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نماز باجماعت کو جو کہ پابندیٔ وقت کے لیے بہترین ٹریننگ کی حیثیت رکھتی ہے، کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ افسوس آج مسلمان مساجد سے اپنا تعلق منقطع کر کے اس کے فوائدِ کثیرہ اور برکات وافرہ سے محروم ہو گیا ہے۔ اس کے برعکس غیر مذاہب اور غیر اقوام نے ان اسلامی چیزوں کو ٹوٹی پھوٹی شکلوں میں اپنایا اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ہماری بدقسمتی کہ ہم نہ صرف ان چیزوں کو چھوڑ بیٹھے بلکہ آج اس بات سے بھی غافل ہو گئے ہیں کہ یہ اسلامی چیزیں ہیں اور بلا سوچے سمجھے وقت کی پابندی کو انگلش ٹائم (English time) کا نام دیتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک امر یہ ہے کہ ہم نے اپنی چیزیں غیروں کو دے کر ان کی بُری، فحش اور ذلیل عادات واطوار کو تو اپنے گلے کا طوق بنا لیا ہے۔ لیکن ان میں موجود اچھے طور طریق کو —— جو بلا شبہ ہمارے ہی مذہب کی تعلیمات ہیں —— ان کی افادیت کے قائل ہونے کے باوجود، اپنے لیے بارِ خاطر سمجھتے ہیں[1]۔ شاید ہم نے قسم کھا رکھی ہے کہ ہر اس بات سے دور رہیں گے جسے اسلام سے ذرا بھی مناسبت ہو گی اور جس میں ذرہ بھر بھی اچھائی موجود ہو گی —— آہ! —— أم علی قلوب أقفالها ——!

تنظیم (DICIPLINE)

تنظیم کے ضمن میں وہ سب چیزیں آتی ہیں جو کسی قوم کے زندہ رہنے کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ گھر میں یا گھر سے باہر، درس گاہ ہو یا کھیل کا میدان، سفر ہو یا حضر، دفتر ہو یا مارکیٹ، زراعت کے کھیت ہوں یا صنعت وحرفت کی فیکٹریاں اور کارخانے، حالتِ امن ہو یا جنگ، حتیٰ کہ کھانے پینے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں بھی نظم وضبط اور ڈسپلن کا قائم رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ تنظیم کے بغیر کوئی معاشرہ نہ تو پنپ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قوم منزلِ مراد سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔ ایسی قوم کی مثال جو نظم وضبط سے عاری ہو، اس گاڑی کی سی ہے جس کی بریکیں نہ ہوں۔ جس کا کوئی راستہ

[1] اس سلسلہ میں بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن اس وقت یہ موضوع بحث نہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

متعین نہ ہو، جس کا نہ کوئی ڈرائیور ہو اور نہ ہی کوئی گارڈ یا کنٹرولر، بس اسے سٹارٹ کر کے چھوڑ دیا جائے۔ تو جس طرح اس گاڑی کا حفاظت وخیریت سے کسی جگہ پہنچنا ناممکن ہے بالکل اسی طرح تنظیم اور نظم وضبط کے بغیر کسی قوم یا معاشرے کی کامیابی کے متعلق سوچا تک نہیں جا سکتا ——— اور اس نظم وضبط کا درس ہمیں نماز اور مساجد ہی سے ملتا ہے۔ دن میں پانچ بار نمازی مسجد میں حاضر ہو کر ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں اور ہر مقتدی پر یہ لازم ہے کہ امام کے اشاروں پر حرکت کرے۔ اس اقتدار میں نظم وضبط کا اندازہ ذیل کے فرمانِ نبوی سے لگایا ہے، فرمایا:

"لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا و اذا قال ولا الضالین فقولوا اٰمین واذا رکع فارکعوا" (مسلم)[1]

کہ امام سے پہل نہ کرو، جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ "ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو۔

بلا شبہ یہ نظم وضبط کی بہترین ٹریننگ ہے۔ پھر یہی نہیں کہ اس بات کو محض حکماً بیان کر دیا گیا ہو بلکہ اس کی خلاف ورزی کرنے والے کے متعلق سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَمَا یخشی الذی یرفع راسہٗ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار"

کہ کیا وہ شخص جو امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنا دے؟

اندازہ فرمائیے کہ جس معاشرہ کے افراد ایسے ہی تربیت یافتہ ہوں گے اور وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسی نظم وضبط کو اپنا شعار بنائیں گے تو کیا اس کے کامیاب و کامران ہونے میں کسی کو شبہ ہو سکتا ہے؟ اور کیا زندگی کی دوڑ میں ایسی قوم سے کوئی دوسری قوم ——— جو اس سبق سے ناآشنا ہو ——— سبقت لے سکتی ہے؟ ——— ہرگز نہیں!

اتحاد اور مساوات:

طبقاتی کشمکش اور لسانی تعصبات دنیا کی کسی بھی قوم کے لیے مفید ثابت نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ انتشار

[1] بخاری میں بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن اس میں "ولا الضالین" کا ذکر نہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وانتراق کا باعث بن کر بالآخر تباہی اور ہلاکت پر منتج ہوئے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے اس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ قرآن کریم میں ہے:

"انما المومنون اخوۃ" (الحجرات ۱۰) مسلمان آپس میں سگے بھائیوں کی طرح ہیں۔

اور حدیث میں ہے:

"لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لاعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقوٰی او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام"

یعنی علاقے، رنگ یا زبان کی وجہ سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔

بلاشبہ یہ وہ سبق ہے جو اتحاد، مساوات، اخوت، ہمدردی اور تعاون کے جذبات کا مرکزی نقطہ ہے۔ جس کو اپنا کر ہم دنیا میں سربلند اور باعزت ہوئے اور جس کو خیرباد کہہ کر آج ہم ایک دوسرے کی گردن کاٹنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور نتیجتاً ہمیں اپنا مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ اقوامِ غیر ہمیں تر نوالہ سمجھ کر ہڑپ کرنے پر تلی بیٹھی ہیں اور ہمارے سطحِ حیات پر تباہی و بربادی کے بادل چھا رہے ہیں —— اسلام نے مساجد میں نماز باجماعت کے ذریعے اس سبق کو عملی رنگ میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز!

تمام مسلمان امیر ہوں یا غریب، سفید فام ہوں یا سیہ فام، حاکم ہوں یا محکوم، تاجر ہوں یا مزدور، دراز قد صحیح الجسم ہوں یا پستہ قد اپاہج اور معذور، بینا ہوں یا نابینا، کم سن ہوں یا عمر رسیدہ، پنجابی* ایک ہی امام کی اقتدا میں رب العزت کی بارگاہ میں مؤدب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سب کا مقصد ایک اور ان کے خیالات میں یک جہتی اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے جو اخوت کا سنگِ بنیاد ہے۔ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ انہیں یہی عمل دہرانا پڑتا ہے اور رشتۂ اخوت واتحاد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نماز باجماعت کے بغیر اس کا تصور بھی ممکن نہیں اور بلاشبہ اس نعمت سے وہی معاشرہ یا قوم سرفراز ہو سکتی ہے جس کا مساجد کے ساتھ نہ ٹوٹنے والا تعلق موجود ہو۔

طہارت ونظافت: طہارت ونظافت بھی کسی قوم یا معاشرہ کے مہذب اور باعزت ہونے کی دلیل ہے

* بلوچ، سندھی، بلوچی اور پٹھان، اذان سننے کے بعد ہی مسجد میں آ جاتے ہیں اور صفوں میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ